Chapter 24 **سورۃ النّور** Enlightening the facts

آیات 64

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے جو سنورنے والوں کی مرحلہ وار اور قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (وہ یہ آگاہی دے رہا ہے کہ)!

سُوۡرَۃٌ اَنۡزَلۡنٰہَا وَ فَرَضۡنٰہَا وَ اَنۡزَلۡنَا فِیۡہَاۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لَّعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ ۝۱

1-اس سورۃ کو (بھی) ہم نے نازل کیا ہے اور ہم نے فرض کر دیے (اس کے احکام) کیونکہ اس میں (بھی) ہم نے واضح احکام وقوانین نازل کر دیے ہیں تاکہ تم آگاہ رہو اور انہیں یاد رکھو۔

اَلزَّانِیَۃُ وَ الزَّانِیۡ فَاجۡلِدُوۡا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنۡہُمَا مِائَۃَ جَلۡدَۃٍ ۪ وَّ لَا تَاۡخُذۡکُمۡ بِہِمَا رَاۡفَۃٌ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ۚ وَ لۡیَشۡہَدۡ عَذَابَہُمَا طَآئِفَۃٌ مِّنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۝۲

2-(ان احکام وقوانین میں سے ایک یہ ہے کہ) جو عورت زنا کی مرتکب ہوئی ہو (یعنی اس نے جان بوجھ کر اپنی مرضی سے زنا کیا ہو) اور جو مرد زنا کا مرتکب ہوا ہو (یعنی اس نے جان بوجھ کر اپنی مرضی سے زنا کیا ہو) تو تم ان دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔ اور اللہ کے نظامِ زندگی (کی سربلندی کے لئے اس سلسلے میں) تم ان پر ترس مت کھاؤ (تاکہ مرد اور عورتیں حیا کی ان حدود کی وجہ سے ایک دوسرے کے لئے باعزت و باوقار رہیں)۔ اور اگر تم اللہ اور آخرت کے اُس دن کو تسلیم کرتے ہو جب اعمال کی جوابدہی ہوگی (تو اس قانون پر عمل کرو)۔ اور ان کو سزا دیتے وقت اہلِ ایمان کا ایک گروہ موجود رہے۔

(**نوٹ**: آیت میں بظاہر زانیہ اور زانی کے بارے میں مندرجہ ذیل نکات توجہ طلب ہیں: زانیہ وہ عورت اور زانی وہ مرد، جو زنا کی مرتکب ہوئی ہے یا ہوا ہے یعنی اس فعل میں اس کی مرضی شامل ہو اور اس نے بغیر جبر وکراہ کے یہ فعل کیا ہو۔ اگر عورت کے ساتھ زبردستی زنا کیا جائے گا تو وہ زانیہ نہیں ہوگی بلکہ مظلومہ ہوگی۔ آیت کے مزاج سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو عورت بھی جان بوجھ کر زنا کی مرتکب ہوگی وہ زانیہ کہلائے گی۔ آیت میں یہ نہیں بتایا گیا کہ زنا خصوصی طور پر کس گواہی سے یا ثبوت سے یا کون سی گواہیوں سے ثابت ہو تو کوئی زانی یا زانیہ کہلائے جائیں گے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی یا کسی بھی طرز کا ناقابل تردید سچا ثبوت جو طے کر دے کہ زنا سرزد ہوا ہے وہ کافی سمجھا جائے گا۔ سزا کے معاملے میں آیت میں حکم ہے کہ "دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارے جائیں" یہ نہیں کہا گیا کہ دونوں کو سو سو کوڑے مارے جائیں۔ لفظ "ہر ایک" اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ جس

کا قصور ہے اسے کوڑے مارے جائیں یعنی اگر دونوں قصوروار ہیں تو دونوں کو سو سو کوڑے مارے جائیں اور اگر دونوں میں سے ایک پر جبر و کراہ کیا گیا ہے اور زبردستی کی گئی ہے جس میں اس کا قصور ثابت نہیں ہوتا تو اسے سزا نہیں ملے گی۔ سزا صرف اس صورت میں ملے گی جس میں زنا کے لئے مرضی ثابت ہو جائے۔ کیونکہ زمانے میں انسانی دنیا میں ایسے حالات ثابت ہیں جہاں بعض مردوں کو زنا کرنے پر مجبور کیا گیا جس میں اس کی اپنی جان یا اس کے گھر والوں کی جان یا کسی اور مجبوری کو یرغمال بنا لیا گیا۔ اور ایسے حالات بھی ثابت ہیں جہاں زنا کرنے میں عورت اور مرد دونوں کی مرضی شامل نہیں تھی مگر دشمنوں نے یا کوئی انتقام لینے والوں نے انہیں ایسا کرنے پر مجبور کیا۔ اسی لئے اس آیت میں آزادانہ طور پر مرضی کا ہونا ضروری ثابت ہوتا ہے ورنہ وہ زنا کار نہیں بلکہ مظلوم کہلائیں گے اور سزا اسے یا انہیں ملے گی جو زبردستی کرنے والے ہوں۔ سزا کے معاملے میں یہ نکتہ اہم ہے کہ آیت میں جس زانیہ یا زانی کا ذکر کیا گیا ہے وہ کون ہیں۔ اسلامی ریاست میں یہ قانون تمام اہلِ ریاست پر لاگو ہوگا تا کہ کوئی مسلم کسی غیر مسلم سے اس کے غیر مسلم ہونے کا فائدہ نہ اٹھا سکے کیونکہ عزت و حرمت اور عصمت غیر مسلم کی بھی اتنی ہی قیمتی ہے جتنی مسلم کی۔ اسی طرح کوئی غیر مسلم کسی مسلم سے ایسا فعل نہ کرے۔ کیونکہ آیت میں زانی یا زانیہ کے ساتھ مسلم یا غیر مسلم نہیں کہا گیا لہٰذا اسلامی ریاست میں یہ سب پر لاگو ہوگا۔ البتہ اس سزا کو نافذ اہلِ ایمان کریں اور سزا کے وقت اہلِ ایمان میں سے ایک گروہ بھی موجود ہو۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جس اسلامی ریاست میں یہ قانون نافذ ہوگا وہاں سارے کے سارے نازل کردہ احکام و قوانین کا نفاذ لازمی ہے کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا گیا ہو اور اس کے پاس زندہ رہنے کے لئے صرف اس کا جسم رہ جائے جسے بیچ کر وہ زندہ رہنے کی کوشش کر رہی ہو۔ اس لئے سزا کے وقت اہلِ ایمان میں سے ایک گروہ کا گواہ ہونا ضروری ہے تا کہ کسی قسم کی زیادتی اور بے انصافی نہ ہو جائے اور ریاست کے فیصلہ ساز یا حکمران اپنے ظلم، جرم یا نا اہلی کی سزا کہیں مجبوروں کو نہ دے رہے ہوں)۔

اَلزَّانِيۡ لَا يَنۡكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوۡ مُشۡرِكَةً ۡ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنۡكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوۡ مُشۡرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝۳

3-زانی، زانیہ یا مشرکہ کے سوا نکاح نہیں کرتا اور زانیہ، زانی یا مشرک کے سوا نکاح نہیں کرتی۔ اور یہ (ایسا نکاح) اہلِ ایمان پر حرام کیا گیا ہے۔

(**نوٹ**: جان بوجھ کر زنا کرنے والے مرد اور عورت دونوں ہم خیال اور یک رنگ ہوتے ہیں کیونکہ اگر ایک پاکباز ہو اور دوسرا زنا کرنے والا تو ازدواجی تعلق تباہ ہو کے رہ جاتا ہے، یعنی اسے نکاح کے عہد کا ذرا پاس نہیں ہوتا اور وہ جنسی تعلقات میں دوسرے کو شریک کر لیتا ہے۔ اسی طرح مشرک یا مشرکہ کو اللہ کے ساتھ تعلق اور محبت کا ذرا پاس نہیں ہوتا اور وہ اس کی محبت اور اس کے

اختیارات میں دوسرے کو شریک کر لیتے ہیں۔ یہ ہے وہ بے وفائی جسے اس قدر بڑا جرم قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا، ایسے مجرم بے وفاؤں کو ہی آپس میں نکاح کے جوڑے بنانا چاہیے تا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے لئے سزا کا موجب بن سکیں۔ مگر ایسا نکاح اہلِ ایمان پر حرام کر دیا گیا ہے۔ یعنی اہل ایمان جن سے نکاح کرنا چاہتے ہیں یا جو اہلِ ایمان سے نکاح کرنا چاہتے ہیں تو انہیں نازل کردہ احکام وقوانین کی صداقتوں کو تسلیم کر کے ان پر عمل پیرا ہونا پڑے گا جس میں زنا جیسی بُرائی سے دُور رہنا ہوگا)۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ﴿۴﴾

4-اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں اور اپنے دعوے کے ثبوت میں چار گواہ نہ لائیں تو تم انہیں اسی کوڑے مارو۔ اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کی جائے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی طے شدہ حدوں سے باہر نکل کر بگاڑ کا باعث بنتے ہیں۔

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾

5-البتہ اگر یہ لوگ (یعنی تہمت لگانے والے) اس کے بعد توبہ کر لیں یعنی اپنی غلط روش سے باز آ جائیں اور سنورنے سنوارنے کے لئے تگ ودو شروع کر دیں تو پھر حقیقت یہ ہے کہ اللہ بھی درگزر کر کے معاف کر دینے والا ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۶﴾

6-اور جو لوگ خود اپنی بیویوں کے خلاف تہمت لگائیں (کہ ان کا چال چلن پاک دامنی والا نہیں ہے) اور ان کے پاس، سوائے اپنے آپ کے اور کوئی گواہ نہ ہو (تو ایسے معاملہ میں یوں فیصلہ کیا جائے) کہ ان میں سے ایک شخص کی شہادت (یہ ہے کہ وہ) چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ واقعئی سچ بولنے والوں میں سے ہے۔

وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۷﴾

7-اور پانچویں بار کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹے لوگوں میں سے ہو۔

وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۙ﴿۸﴾

8-اور (اس سے وہ عورت یعنی اس کی بیوی مجرم قرار پا جائے گی۔ لیکن) اس عورت سے سزا ٹل سکتی ہے اگر وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر شہادت دے کہ وہ (شخص یعنی اس کا شوہر جس نے الزام لگا رکھا ہے) وہ جھوٹے لوگوں میں سے ہے۔

وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۹﴾

9-اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اگر وہ سچ بولنے والوں میں سے ہے تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو۔

ع 10 1 7 وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾ؑ

10-اور (اے اہلِ ایمان) اگر تم پر اللہ کا فضل یعنی اللہ کی طرف سے نرمی و رعائت اور رحمت یعنی سنورنے والوں کے لئے مدد و رہنمائی نہ ہوتی (تو تمہارے لئے اس سے بھی زیادہ سخت ضابطے بنا دیے جاتے) کیونکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تو اب ہے یعنی جو لوگ واپس سیدھی راہ پر آجاتے ہیں تو وہ ان کی واپسی قبول کرنے والا ہے اور وہ حکیم ہے یعنی وہ حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدوں کے پیشِ نظر فیصلے کرنے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۭ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۭ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱﴾

11-(اس سلسلے میں بہت سی غور کرنے اور سیکھنے کی باتیں ہیں جن میں ایک یہ ہے اور) جسے تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ (اے اہلِ ایمان) تمہاری اپنی جماعت کے کچھ لوگ ایک تہمت تراش لائے تھے۔ لیکن (ان کی اس حرکت کو) شر نہ سمجھو بلکہ یہ بھی تمہارے لئے خیر ہے۔ (کیونکہ اس طرح تہمت کے بارے میں تحقیق کی گئی اور سچ اور جھوٹ شفاف طور پر نکھر کر سامنے آگیا۔ اور اس سے یہ نتیجہ بھی نکلا اور تمہارے لئے سبق بھی کہ تہمت لگانے اور اس کی تشہیر کرنے میں) جس نے اس میں جتنا حصہ لیا اس نے اتنا ہی گناہ سمیٹا (یعنی اس مجرم کو اتنی ہی سزا ملے گی) اور جس نے اس میں بڑا حصہ لیا (یعنی جو اس جھوٹے بہتان کو پیدا کرنے کی شرارت کا بانی مبانی ہے) تو اس کے لئے بڑا عذاب ہے یعنی وہ اوروں سے بڑی سزا کا مستحق ہے۔

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۲﴾

12-(کسی کے وقار اور پاکبازی کے خلاف بغیر ثبوت کے جھوٹی بات کرنے یعنی تہمت و بہتان کے بارے میں اس تنبیہہ کو یاد رکھو کہ) تم لوگوں نے جب (بہتان) کو سنا تھا تو اسی وقت مومن مردوں اور مومن عورتوں نے (بجائے بُری بات سوچنے کے) کیوں نہ اچھی بات سوچی اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ تو صاف صاف بہتان ہے؟

لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾

13-(اور) وہ لوگ (اپنے الزام کے ثبوت میں) کیوں نہ چار گواہ لے کر آئے۔ اور جب وہ گواہ لائے ہی نہیں تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٤﴾ۚ

14-لہٰذا (یادرکھو کہ) اگرتم لوگوں پر دنیا وآخرت میں اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو جن باتوں میں تم پڑ گئے تھے ان کے نتیجے میں تم عذابِ عظیم کی گرفت میں آجاتے۔

اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖۗ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿١٥﴾

15-(ذراغور کرو اس وقت تم کیسی غلطی کر رہے تھے) جبکہ تمہاری ایک زبان سے دوسری زبان اس جھوٹ کو لیتی چلی جا رہی تھی اور تم اپنے منہ سے وہ کچھ کہے جا رہے تھے جس کے متعلق تمہیں کوئی علم نہ تھا۔اور تم اسے ایک معمولی بات سمجھ رہے تھے۔حالانکہ اللہ کے نزدیک (تو تم لوگوں کی طرف سے) ایک بہت بڑی بات کر دی گئی تھی (یعنی بہت بڑی غلطی کی جا چکی تھی)۔

وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖۗ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿١٦﴾

16-اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے اسے سنا تھا تو تمہیں یہ کہنا چاہیے تھا کہ (ہمارے لئے مناسب) نہیں کہ ہم اس کے متعلق کوئی بات کریں،اس لئے کہ معصوم و پاک تو اللہ ہے لیکن یہ تہمت بڑی سنگین نظر آتی ہے۔

يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧﴾ۚ

17-(بہر حال، یہ بات گزر گئی،لیکن) اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ اگر تم لوگوں نے نازل کردہ احکام وقوانین کی سچائیوں کو تسلیم کر کے اطمینان و بے خوفی کی راہ اختیار کر لی ہے تو پھر آئندہ (بغیر درست ثبوت کے کسی پر بھی تہمت و بہتان لگانے والا) ایسا کام مت کرنا۔

وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿١٨﴾

18-چنانچہ (اِس طرح زندگی کے بنیادی معاملات اور مقاصد کی خاطر) اللہ تمہارے لئے اپنے احکام وقوانین بیان کر دیتا ہے۔کیونکہ اللہ (تمام معاملات و مقاصد کا) مکمل علم رکھنے والا ہے اور وہ حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نا درست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے کرنے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٩﴾

19-اس میں کوئی شک وشبے والی بات نہیں کہ جو لوگ چاہتے ہیں کہ اہلِ ایمان کے اندر فحش یعنی جنسی قدروں کو تباہ کر

دینے والے انداز پھیلیں تو انہیں اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی الم انگیز سزا کا سامنا کرنا پڑے گا کیونکہ اللہ تو جانتا ہے (کہ جنسی قدروں کو تباہ کر دینے سے کس قدر تباہی پھیلتی ہے) مگر تم نہیں جانتے۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ ع 2/10/8

20-اور حقیقت یہ ہے کہ اگر اللہ تم پر اپنا فضل اور رحمت نہ کرتا (یعنی اگر اللہ ضابطہ نہ دیتا تو تم لوگ اپنی غلط بیانیوں اور بے ثبوت تہمتوں کی وجہ سے زندگی کے معاملات الجھا کر سخت خطرے میں پڑ چکے ہوتے) مگر اللہ ان رکاوٹوں کو دُور کرنے والا ہے جو نقصان کا باعث بنتی ہیں (رءُوف) اور اللہ سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (رحیم)۔ النصف

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾

21-(چنانچہ) اے اہلِ ایمان! شیطان کے نقشِ قدم پر مت چلو کیونکہ جو بھی شیطان کے نقشِ قدم پر چلتا ہے تو اس میں کوئی شک و شبے والی بات ہی نہیں کہ وہ اسے جنسی قدریں توڑنے کا اور ان کاموں کو کرنے کا حکم دیتا ہے جن سے اللہ نے منع کر رکھا ہے۔ اور اگر تم پر اللہ کی فضیلتیں و فراوانیاں نہ ہوتیں اور نہ ہی وہ تمہاری قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کر رہا ہوتا تو تم میں سے کوئی ایک بھی کبھی بھی اپنی صلاحیتوں کی نشو و نما نہ کر سکتا۔ لیکن اللہ جس کی مناسب سمجھتا ہے اس کی صلاحیتوں کی نشو و نما کر دیتا ہے کیونکہ اللہ ہی تو لامحدود سماعت اور علم کا مالک ہے۔

وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْۤا اُولِى الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲﴾

22-اور (یاد رکھو کہ زندگی کے ایسے معاملات و واقعات جن میں بالواسطہ یا بلاواسطہ اپنوں سے یا بیگانوں سے تکلیف پہنچتی ہے تو) تم میں سے وہ جنہیں فراوانیاں اور وسعتیں عطا کر رکھی ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھا بیٹھیں کہ وہ اپنے (حقیقی ضرورت مند) رشتہ داروں کی اور وہ جن کے ذرائع آمدنی ساکن ہو گئے اور وہ جو فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی نازل کردہ قدروں کی حفاظت کی خاطر بے گھر بے وطن ہو گئے تو ان کی مدد نہیں کریں گے۔ (ایسا نہ کریں بلکہ) انہیں معاف کر دینا چاہیے اور ان سے درگزر کریں۔ کیونکہ کیا تمہیں اس بات سے محبت نہیں کہ اللہ تمہیں تباہیوں سے محفوظ کر کے اپنی حفاظت میں لے لے۔ اور (یاد رکھو کہ) اللہ ہی تباہیوں سے محفوظ کر کے حفاظت میں لے سکتا ہے کیونکہ وہ سنورنے والوں کی قدم

بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾

23-(اور ایک بار پھر سن لو کہ) اس میں کوئی شک و شبے والی بات ہی نہیں کہ جو لوگ پاک دامن بھولی بھالی انجان مومن عورتوں پر تہمتیں لگاتے ہیں تو انہیں دنیا میں بھی محبت واحترام کی خوشگواریوں سے محروم کر دیا جائے اور آخرت میں تو مسرتوں اور سرفرازیوں سے محروم کر دیا جائے گا اور ان کے لئے عذابِ عظیم ہے۔

يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾

24-(اور یہ بھی یاد رکھو! کہ مجرم، دنیا میں لوگوں کو اور عدالت کو دھوکہ دے کر بچ سکتے ہیں لیکن وہاں) اس دن ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے خلاف گواہی دیں گے (اور صاف صاف وہ کچھ بتا دیں گے) جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔

يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ﴿٢٥﴾

25-اس دن اللہ انہیں بالکل حقیقت کے مطابق پوری پوری سزا دے گا اور انہیں علم ہو جائے گا کہ یہ اللہ وہی ہے جو سچائیوں کو صاف طور پر ظاہر کر دینے والا ہے۔

الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ ۖ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ ۖ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٢٦﴾ ع 3/6/9

26-(حقیقت یہ ہے کہ) خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لئے ہیں (یعنی وہ خبیث مردوں کی مددگار ہوتی ہیں) اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لئے ہیں (یعنی وہ خبیث عورتوں کے مددگار ہوتے ہیں)۔ (ان کے برعکس) خرابیوں سے پاک عورتیں خرابیوں سے پاک مردوں کے لئے ہیں (یعنی وہ ان کی مددگار ہوتی ہیں) اور خرابیوں سے پاک مرد خرابیوں سے پاک عورتوں کے لئے ہیں (لہٰذا، تہمتیں تراشنے والے) جو کچھ بھی کہتے رہیں یہ (طیب) لوگ ان باتوں سے بری ہوتے ہیں۔ (اور اللہ کی جانب سے ان کے لئے) حفاظت ہے اور نشوونما کے لئے باعزت سامانِ زندگی ہے (رزق کریم)۔

(**نوٹ**: الخبیث کا مادہ (خ ب ث) ہے۔ اس کا بنیادی مطلب ہے لوہے یا چاندی وغیرہ کا میل جو انہیں بھٹی میں پگھلانے سے الگ ہو جاتا ہے۔ اسی سے اس کے مطالب گندے، گھناونے اور مکروہ کے ہیں چاہے وہ کھانے پینے کی چیزوں میں ہو یا کلام میں یا کاموں میں یا عقائد و خیالات میں ہو۔ اسی سے اس کے مطالب ناپسندیدہ، ناگوار، خراب، دھوکا دینے والا مکار وغیرہ ہیں۔

چنانچہ عام طور پر خبیث کا مطلب ایسی خرابیوں سے بھرا ہوا مرد یا خرابیوں سے بھری ہوئی عورت لیا جاتا ہے جو انسانی قدروں اور جنسی قدروں تک کی تباہی کی طرف مائل رہتے ہیں۔ خبیث کی ضد طیب ہے یعنی خرابیوں سے پاک خوشگوار و پسندیدہ۔ دوسرے لفظوں میں خباثت چمکتی ہوئی انسانی قدروں اور جنسی حدوں کو میل الود یا گرد الود کرنا ہے جبکہ طیب انہیں ان خرابیوں سے پاک کرنا ہے)۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَدۡخُلُوۡا بُیُوۡتًا غَیۡرَ بُیُوۡتِكُمۡ حَتّٰی تَسۡتَاۡنِسُوۡا وَتُسَلِّمُوۡا عَلٰۤی اَهۡلِهَا ؕ ذٰلِكُمۡ خَیۡرٌ لَّكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۲۷﴾

27-اے اہلِ ایمان (زندگی کے معاملات میں اگلا حکم یہ ہے کہ) جب تم اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں جاؤ تو جب تک ان سے اجازت نہ لے لو تو ان میں داخل نہ ہوں (اور جب وہ اجازت دے دیں تو اندر جاؤ) اور ان کے رہنے والوں کو سلام کر لو۔ یہ طریقہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ چنانچہ یہ ضروری ہے کہ تم اس حکم کو سمجھو اور اس پر عمل کرو (تذکرون)۔

فَاِنۡ لَّمۡ تَجِدُوۡا فِیۡهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدۡخُلُوۡهَا حَتّٰی یُؤۡذَنَ لَكُمۡ ۚ وَاِنۡ قِیۡلَ لَكُمُ ارۡجِعُوۡا فَارۡجِعُوۡا هُوَ اَزۡكٰی لَكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ عَلِیۡمٌ ﴿۲۸﴾

28-پھر اگر وہاں کسی کو نہ پاؤ تو تم (اس گھر میں) داخل مت ہوں جب تک کہ تم کو اجازت نہ دے دی جائے۔ اور اگر تمہیں (اس گھر والے) کہتے ہیں کہ واپس چلے جاؤ تو واپس ہو جاؤ (اس میں بُرا منانے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ ان معاملات کو اگر ان احکام کے تحت چلاؤ گے) تو تمہارے معاملات کی نشو و نما ہو گی۔ اس لئے کہ اللہ ہی ان کاموں کو انتہائی طور پر جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

لَیۡسَ عَلَیۡكُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ تَدۡخُلُوۡا بُیُوۡتًا غَیۡرَ مَسۡكُوۡنَةٍ فِیۡهَا مَتَاعٌ لَّكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ یَعۡلَمُ مَا تُبۡدُوۡنَ وَمَا تَكۡتُمُوۡنَ ﴿۲۹﴾

29-البتہ تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم (بغیر اجازت کے) ایسے گھروں میں داخل ہوتے ہو جن میں کوئی بستا نہیں اور ان میں تمہارا کوئی سامان رکھا ہوا ہے۔ (لیکن یاد رکھو تمہارے ارادے کو) اللہ پوری طرح جانتا ہے چاہے تم اسے ظاہر کرو یا تم چھپائے رکھو (کہ ایسے گھروں میں جانے کی تمہاری نیت کیا ہے)۔

قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ وَیَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَهُمۡ ؕ ذٰلِكَ اَزۡكٰی لَهُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا یَصۡنَعُوۡنَ ﴿۳۰﴾

30-(اے رسولؐ! اب انہیں اگلا حکم سنا دو اور) مومن مردوں سے کہہ دو! کہ اپنی نگاہوں کو اپنے قابو میں رکھیں (یعنی ایسا نہ ہو کہ یہ اکسانے کا موجب بنیں جس سے کوئی گناہ یا خرابی سرزد ہو) اور وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں (لہٰذا یہ ہیں وہ طریقے جن سے ان کی شخصیتوں کی ایسے معاملات) میں نشو و نما ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اس سلسلے میں جو

وہ کارا گریاں کرتے ہیں اللہ کو اس کی پوری خبر ہے۔

(**نــوٹ**: یغضوا، اس لفظ کا مادہ (غ ض ض) ہے۔ اوراس کے بنیادی مطالب ہیں: روکنا، کمی کرنا، جھکانا، قابو میں رکھنا، نیچی یا پست رکھنا وغیرہ۔ اس آیت 24/30 میں بعض مفسرین یغضوا من ابصارھم کا مطلب یوں کرتے ہیں کہ مومن مردوں سے کہہ دیں ''اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں'' یہ مطلب اس آیت کے سیاق وسباق کے لحاظ سے کمزور ہے کیونکہ یہی لفظ آیت 31/19 میں اغضض من صوتک کے طور پر استعمال ہوا ہے جہاں یہی مفسرین اس کا مطلب آواز کا پست کیا جانا لیتے ہیں۔ لیکن انسانی زندگی کے معاملات میں نہ نگاہوں کو ہمیشہ نیچا رکھا جاسکتا ہے نہ ہمیشہ آواز کو پست رکھا جاسکتا ہے بلکہ وحی کے اس لفظ کے اصل مطلب کے مطابق رکھا جاسکتا ہے یعنی سرکشی اور بے باکی میں نہیں بلکہ شرافت کے جھکاؤ میں رکھنا یعنی نگاہوں کو بھی اور آواز کو بھی سرکشی کی بناء پر بے باک نہ ہونے دینا یعنی درست اور مناسب طور پر قابو میں رکھنا)۔

وَقُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنٰتِ یَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِهِنَّ وَیَحۡفَظۡنَ فُرُوۡجَهُنَّ وَلَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنۡهَا
وَلۡیَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوۡبِهِنَّ ۖ وَلَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوۡلَتِهِنَّ اَوۡ اٰبَآئِهِنَّ اَوۡ اٰبَآءِ بُعُوۡلَتِهِنَّ اَوۡ اَبۡنَآئِهِنَّ
اَوۡ اَبۡنَآءِ بُعُوۡلَتِهِنَّ اَوۡ اِخۡوَانِهِنَّ اَوۡ بَنِیۡۤ اِخۡوَانِهِنَّ اَوۡ بَنِیۡۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوۡ نِسَآئِهِنَّ اَوۡ مَا مَلَكَتۡ اَیۡمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِیۡنَ
غَیۡرِ اُولِی الۡاِرۡبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفۡلِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یَظۡهَرُوۡا عَلٰی عَوۡرٰتِ النِّسَآءِ ۖ وَلَا یَضۡرِبۡنَ بِاَرۡجُلِهِنَّ لِیُعۡلَمَ
مَا یُخۡفِیۡنَ مِنۡ زِیۡنَتِهِنَّ ؕ وَتُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰهِ جَمِیۡعًا اَیُّهَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۝۳۱

31-اور (اے رسولؐ) مومن عورتوں سے بھی کہہ دو! کہ اپنی نگاہیں اپنے قابو میں رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت وآرائش کو نمایاں نہ کریں سوائے اس کے کہ جتنا ظاہر ہونا (ناگزیر ہو)۔ اور وہ اپنے سینے کو ڈھانپنے کے لئے اس پر اوڑھنی ڈالے رکھیں۔ اور وہ اپنی آرائش نمایاں نہ کریں سوائے اپنے خاوندوں کے یا اپنے باپ یا اپنے شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹوں یا اپنے شوہر کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں پر یا اپنے بھائی کے بیٹوں پر یا اپنی بہنوں کے بیٹوں یا اپنی عورتوں یا اپنی ماتحت عورتوں (یعنی خادمائیں وغیرہ) یا وہ خدمت گار مرد جو غرض نہ رکھنے والے ہوں (یعنی وہ خدمت گار مرد جن کی مردانہ خصوصیات ختم ہوچکی ہوں) یا وہ کمسن لڑکے جو ابھی عورتوں کے پردے (کے معاملات سے) واقف نہ ہوں۔ (یہ ہیں وہ افراد جن کے سامنے عورتوں کی آرائش ظاہر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ البتہ یہ بھی یاد رکھیں کہ) وہ اپنے پاؤں (اس طرح) مارتی ہوئی نہ (چلیں) کہ اپنی جو زینت وہ چھپائے ہوئے ہیں اس کا لوگوں کو علم ہو جائے (اور غیر مردوں کی توجہ ان پر مبذول ہوتی رہے)۔ لہٰذا، اے اہلِ ایمان! تم سب واپس اللہ کے ان احکام کی طرف آجاؤ جو تمہیں دیے گئے ہیں (توبہ) تا کہ تمہاری کوششیں بہترین نتائج پیدا کریں (تفلحون)۔ (یعنی اگر عورتوں اور مردوں کے معاملات اور تعلقات کی حدیں ہی طے نہ ہوں تو انسانی زندگی کے انفرادی اور اجتماعی نظام کے قیام و

استحکام کے لئے کوششیں کامیاب نہیں ہوسکتیں)۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾

32-اور (اے اہلِ ایمان! اگلا حکم یہ ہے کہ) تم میں جو مرد اور عورتیں بغیر ازدواجی زندگی کے رہ رہے ہوں تو ان کے نکاح کا بندوبست کرو اور وہ اطاعت گذار آدمی جو تمہارے دائرہ اختیار میں ہیں اور وہ اطاعت گذار عورتیں جو تمہارے دائرہ اختیار میں ہیں (اور جن کی تم صالحین بننے کے لئے تربیت کر رہے ہوتو) اُن میں سے جو صالحین ہیں یعنی جو سنورنے سنوارنے کی تربیت حاصل کر چکے (اور اُن کے نکاح نہیں ہوئے تو اُن کے نکاح کا بندوبست کرو)۔ اگر وہ پوری تگ ودو کے باوجود تنگ دستی کی وجہ سے اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے دوسروں کے محتاج ہوں گے تو اللہ (کا نظام یعنی اسلامی ریاست) اپنی فضیلتوں فراوانیوں سے انہیں خوش حال کر دے گا کیونکہ اللہ (کا نظام) تو وہ ہے جو لامحدود وسعت والا اور لامحدود علم والا ہے۔

(نــوٹ: یہ آیت 24/32 بھی یہ آگاہی دیتی ہے کہ غلام عورتیں جنہیں اسلام سے پہلے کنیزیں، لونڈیاں یا باندیاں وغیرہ کہا جاتا تھا انہیں اسلام قبول کر لینے کے بعد صالحین کہا جانے لگا اور غلام مرد بھی جب اسلام قبول کر لیتے تو وہ بھی صالحین کہلانے لگے یعنی ایمان لا کر غلامی کے غلط راستے سے نکل کر آزادی کے درست راستے پر آ گئے اور وہ لوگ جو سنورنے سنوارنے کی جدوجہد میں مصروف رہتے ہیں وہ بھی صالحین ہی کہلاتے ہیں۔ لہٰذا، اس آیت کے مطابق قرآن نے یہ پابندی عائد کر دی کہ کوئی بھی عورت کو باندی، کنیز یا لونڈی بنا کر نہیں رکھا جا سکتا بلکہ اس کا نکاح کیا جائے اور اُسے آیت 60/10 کے مطابق آزاد کر دیا جائے چاہے وہ ایمان لائے یا نہ لائے کیونکہ انسانوں اور جنوں کو صرف اللہ کی غلامی کے لئے ہی تخلیق کیا گیا ہے اِس لئے کسی کو اجازت نہیں کہ وہ کسی کو چاہے مرد ہو یا عورت اُسے غلام و لونڈی بنا کر رکھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن نے ہر طرح کی غلامی کو ویسے ہی حرام قرار دے رکھا ہے اس لئے چاہے مسلم ہو یا غیر مسلم، کسی نبی کو بھی یہ اجازت نہیں کہ وہ کسی مرد یا عورت کو اپنی غلامی میں رکھے، 3/79 کیونکہ اس آیت میں غلاموں کے لئے جو لفظ استعمال کیا گیا ہے، وہ عباد ہے اور اس کی مونث کے طور پر اماءِ استعمال کیا گیا ہے چنانچہ عباد وہی لفظ ہے جو آیت 1/4 میں ''ایاك نعبد'' سے اخذ کیا گیا ہے جس کا مطلب ہے ''اے اللہ ہم صرف تیری غلامی کرتے ہیں'' عباد اور نعبد جیسے الفاظ عبد سے اخذ کیے گئے ہیں جس کا مادہ (ع ب د) ہے۔ اور اس کا قرآن کے لحاظ سے عمومی مطلب غلامی یعنی بندگی یعنی مکمل اطاعت لیا جاتا ہے اور اسے ہی عبادت کہتے ہیں۔ اگرچہ اس کا بنیادی مطلب ایک خوشبودار پودا ہے جو انتہائی کشش رکھتا ہے۔ اسی سے یہ مفہوم لیا جاتا ہے کہ انسان کی انتہائی حسین خصوصیات صرف اللہ کے احکام کی مکمل اطاعت کے لئے وقف ہونی چاہییں جنہیں عبادت کہا جاتا ہے اور کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی انسان کی ان خصوصیات کو اپنے مفادات کے لئے استعمال کرے۔ اسی لئے کوئی بھی

انسان جب دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہےتو وہ آیت 1/4 کے مطابق اللہ سے یہ معاہدہ اور عہد کرتا ہے کہ وہ اللہ کے سوا کسی کی غلامی نہیں کرے گا۔اور آیت 51/56 کے مطابق اللہ کا یہی حکم ہے کہ ''وما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون ''یعنی ''میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اس لئے تخلیق کیا کہ وہ میری غلامی اختیار کریں یعنی وہ میری مکمل اطاعت و پرستش اختیار کریں۔اور سورۃ یوسف آیت 40 یعنی 12/40 میں ہے کہ ''امر الا تعبدوا الا ایاہ'' یعنی اللہ نے حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی غلامی اختیار نہ کرو۔اسی وجہ سے کوئی بھی مسلمان نہ ہی خود سوائے اللہ کے کسی کی غلامی پر رضا مند ہوتا ہے اور نہ ہی کسی کو اپنی غلامی پر رضامند کرتا ہے کیونکہ قرآن کی رو سے انسان کی انسان کے لئے ہر قسم کی غلامی حرام ہے۔البتہ وہ لوگ جو مزدوری پر یا تنخواہ پر اپنی آزاد مرضی کے ساتھ ملازم ہوتے ہیں وہ ملازم، ماتحت،نوکر یا خادم وغیرہ کہلاتے ہیں مگر وہ عبد یعنی غلام نہیں ہوتے۔اسی آیت 24/32 ''والصلحین من عبادکم و امائکم ''میں لفظ من استعمال ہوا ہے جس کا عمومی مطلب ''سے'' لیا جاتا ہے مگر اس آیت میں مِن کا مطلب ''جو'' لیا گیا ہے جیسے آیت 7/132 میں ہے کہ ''مھما تاتنابہٖ مِن اٰیۃ ''یعنی ''تم ہمارے پاس جو بھی نشانی لاؤ'' چنانچہ اسی لحاظ سے مذکورہ آیت کا ترجمہ کیا گیا ہے بہر حال نبیوں نے انسان کو اللہ کا یہی پیغام دیا تھا کہ ''سوائے اللہ کے کسی کی غلامی نہ کی جائے کیونکہ اللہ کے سوا کسی کی بھی غلامی شرک ہے اور وہ شرک کی ہی بنیاد فراہم کرتی ہے۔عبد، عبادکم اور امآئکم کے مزید مطالب سورۃ فاتحہ کے نوٹ میں دے دیئے گئے ہیں جن کے مطابق اِس آیت 24/32 کا ترجمہ کیا گیا ہے)۔

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۗ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۗ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَاۗءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۗ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾

33-اور وہ لوگ جو نکاح کی (استطاعت) نہیں رکھتے تو انہیں چاہیے کہ وہ (اپنی پاک دامنی) کو محفوظ کیے رکھیں حتی کہ اللہ (کا نظام یعنی اسلامی ریاست) انہیں اپنی فضیلتوں فراوانیوں سے خوشحال کر دے گا اور ان میں جو تمہارے ماتحت لوگ ہیں (یعنی نوکر، خادم یا خادمائیں وغیرہ) اگر وہ چاہتے ہوں (کہ تم اپنے مال میں سے انہیں قرض کے طور پر ہی سہی کچھ دو تا کہ نکاح وغیرہ کے سلسلے میں ان کی ضروریات پوری ہو سکیں اور اس کے معاہدے کے لئے) وہ لکھ کر بھی دے دیں تو اگر تم سمجھو کہ ان میں اچھائی ہے (یعنی وہ مال ضائع نہیں کریں گے بلکہ درست استعمال کریں گے اور واقعیٔ ان کی ضروریات پوری کر دینی چاہیں تو) ان سے لکھوا لو اور جو مال اللہ نے تمہیں دیا ہے اس میں سے انہیں دے دو۔اور (یاد رکھو کہ) تمہاری نوجوان لڑکیاں جو شادی کا ارادہ رکھتی ہوں تو تم انہیں اپنی دنیاوی زندگی کا ساز و سامان بڑھانے کے لئے (مت روکے رکھو۔اس طرح) تم انہیں بغاوت پر مجبور کرتے ہو۔اور جو انہیں مجبور کرے گا تو پھر یقیناً اللہ انہیں مجبور

کیے جانے کے بعد انہیں اپنی حفاظت میں لے لینے والا ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

(**نوٹ**: اس آیت 24/33 میں "فتیتکم" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ عام مفسرین اس کا مطلب "تمہاری کنیزیں یا لونڈیاں" لیتے ہیں۔ لیکن اس کا بنیادی مطلب نوجوان لڑکیاں ہے۔ اس پر تفصیلاً نوٹ آیت 4/25 میں دے دیا گیا ہے۔ دوسرا لفظ "تحصنا" ہے۔ اور اس کا مطلب پاکدامن لیا جاتا ہے مگر اس کا دوسرا مطلب شادی کر کے اپنی پاکیزگی محفوظ کر لینا ہے۔ اسی لئے "المحصنت" شادی شدہ عورتوں کو کہتے ہیں۔ اسی آیت میں ایک اور لفظ البغآءِ استعمال ہوا ہے۔ اس کا مادہ (ب غ ی) ہے۔ اس کا بنیادی مطلب حدوں کو توڑنا۔ بغاوت کرنا وغیرہ ہے۔ مگر عورت کے معاملے میں اکثر مفسرین اس کا مطلب بدکاری یا زنا کار لیتے ہیں۔ بہرحال، یہاں اس آیت کے ترجمے میں اس لفظ کا مطلب حدوں کو توڑنا یا بغاوت کرنا اختیار کیا گیا ہے۔ البتہ یہ آیت 24/33 خصوصی طور پر مسلمانوں میں ایسے تمام افراد کے لئے سخت تنبیہہ کا درجہ رکھتی ہے جو عورتوں کی وراثت یا ان کی جائیداد یا ان کے دیگر حقوق چھیننے کے لئے دنیاوی فائدے حاصل کرنے کے لئے مختلف حربے استعمال کرتے ہیں یہاں تک کہ انہیں شادی سے باز رکھنے کے لئے قرآن تک سے شادی کا حربہ استعمال کرتے ہیں۔ اس آیت کے مطابق جو انہیں ایسا مجبور کرے گا کہ وہ حدود شکنی پر اتر آئیں تو یہ قرآن کی رو سے ظلم ہے اور جبر ہے اور جرم ہے اور جرم کی سزا آیت 20/74 میں ایسی جہنم بتائی گئی ہے جس میں انسان نہ مر سکے گا اور نہ زندہ رہ سکے گا)۔

ع 4 8 10 وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

34- چنانچہ اگر تم تحقیق کرو تو اسی نتیجے پر پہنچو گے کہ ہم نے تمہاری جانب شفاف نکھرے ہوئے احکام و قوانین نازل کیے ہیں (اور ان کی تائید و وضاحت کے لئے) ہم نے تم سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کی مثالیں بھی تمہارے سامنے (بیان کر دی ہیں) تا کہ جو لوگ تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام و قوانین کے مطابق زندگی گزارتے ہیں وہ ان سے سبق آموز آگاہی حاصل کرتے رہیں۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِىْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّىٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِىْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۙ

35- اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہو اور اس میں ایک چراغ ہو اور چراغ ایک شیشے میں ہو وہ شیشہ گویا ایک چمکدار ستارہ ہے اور وہ روشن کیا جاتا ہے زیتون کے مبارک درخت سے (جو) نہ مشرقی ہے اور نہ مغربی ہے اور وہ وقت دور نہیں کہ اس کا تیل روشن ہو جائے چاہے اسے آگ نہ چھوئے۔ نور پر نور

ہے۔اللہ جس کی مناسب سمجھتا ہے اپنے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور اللہ انسانوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے کیونکہ اللہ کو ہر شے کے متعلق لامحدود علم ہے۔

(**نوٹ**: یہ آیت 24/35 استعاروں اور تشبیہات سے لبریز ہے۔اس میں نور، طاق، چراغ، شیشہ، چمکدار ستارہ لئے گئے ہیں جو عقلِ انسانی کو حیران کر دینے والے حقائق کے بارے میں آگاہی فراہم کرتے ہیں۔مگر وہ حقائق کیا ہیں؟ یہ عقلِ انسانی کی آزمائش ہے کہ وہ تحقیق در تحقیق سے ان کا کھوج لگائے۔اگرچہ مختلف مفسرین نے ان استعاروں کو اپنے اپنے مطالب دینے کی کوشش کی ہے مگر وہ سب کے سب مزید تحقیق طلب ہیں۔اس لئے کہ یہ آیت شروع ہی بڑے معنی خیز الفاظ سے ہوتی ہے کہ ''اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ وہی مثال ومحاورہ ہے جسے عام طور پر ''آنکھ کا نور'' یعنی کسی کا کسی کی آنکھ کا نور ہونا کہا جاتا ہے مگر یہ وحی کی زبان میں انتہائی بلند تر حسن سے بیان کیا گیا ہے یعنی کوئی اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک یا روشنی یا زندگی کسی دوسرے سے منسلک کر دیتا ہے کہ اگر وہ ہے تو اس کی دنیا روشن ہے اور اگر وہ نہیں تو اس کی دنیا میں اندھیرا ہے۔یوں ہی سارے آسمان اور زمین یعنی ساری کائنات اللہ سے منسلک ہے یعنی ساری کائنات اپنی روشنی وتوانائی وزندگی یعنی اپنا نور اللہ سے حاصل کئے ہوئے ہیں۔اور اس نور کی مثال بالکل آنکھ کے نور پر پوری اترتی ہے: یعنی جو طاق ہے وہ آنکھ ہے اور جو چراغ ہے وہ آنکھ کا تل ہے اور جو شیشہ ہے وہ آنکھ کا لینز ہے اور یہ لینز انتہائی شفاف چمکدار ستارے کی طرح ہے اور آنکھ کا وہ نظام جو اسے روشنی وتوانائی مہیا کر رہا ہے اس کی شکل زیتون کے درخت کی مانند ہے جو مبارک ہے یعنی جو اس کی نشو ونما کو استحکام بخشے ہوئے ہے۔اور یہ نہ مشرقی ہے اور نہ مغربی ہے یعنی یہ درخت نما نظام آنکھ کو کسی ایک طرف سے نہیں بلکہ تمام اطراف سے گھیرے ہوئے ہے اور آنکھ کے لینز یعنی آنکھ کے شیشے کے آگے اور پیچھے پڑا ہوا مائع زیتون کے تیل کی مانند ہے جو آنکھ کے نظام کے لئے باعثِ حفاظت ہے۔اور سورۃ روم آیت 18 یعنی 30/18 میں ہے کہ ''ولہ الحمد فی السمٰوت والرض ''یعنی آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ کی عظمتوں کا اعتراف کر رہا ہے'' یعنی کائنات کا ہر ذرہ اللہ کی عظمتوں کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ ''اللہ ہے'' جس سے اس کی روشنی، توانائی اور زندگی یعنی اس کا نور مسلک ہے جس کا وہ اعتراف کر رہا ہے۔یعنی ساری کائنات اور اس کا ہر ذرہ ایک آنکھ ہے جس کے ذریعے اللہ کو دیکھا، جانا، پہچانا اور اس کی عظمتوں کا اعتراف کیا جا سکتا ہے اور انسانی بصیرت چراغ کے تیل کی مانند ہے جو بغیر آگ کے روشن ہوتی ہے اور وہ کائنات کی آنکھ کے ذریعے اللہ کو دیکھ سکتی ہے اور اس کی عظمتوں کا اعتراف کر سکتی ہے۔اور اللہ کی عظمتیں یعنی اللہ کے حقائق نور پر نور ہیں یعنی ایک حقیقت کے آگے ایک اور حقیقت اور یہ نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے کیونکہ اللہ کی عظمتیں، حقائق اور علم لامحدود ہے اور یوں حقائق در حقائق کو سمجھنے کی رہنمائی اللہ جسے مناسب سمجھتا ہے اُسے عطا کر دیتا ہے اور عنقریب یعنی وہ وقت دُور نہیں جب یہ حقائق انسانی بصیرت پر عیاں ہو جائیں گے اور انسان کی رسائی ان تک ہوتی جائے گی مگر یہ سب کچھ مزید سے مزید تحقیق طلب ہے)۔

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۟ۙ

36-(البتہ یہ بات کہ اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس کے بارے میں آگاہی ایسے) مراکز میں (یعنی ایسی تحقیق

گاہوں میں) میسر آتی ہے جہاں اللہ نے حکم دیا ہے کہ ان میں اس کا نام یعنی اس کی صفات (یعنی اس کے حقائق کی) آ گاہی دی جائے اور انہیں بلند کیا جائے یعنی اس آ گاہی کو زیادہ سے زیادہ پھیلایا جائے۔ (یہ وہ مراکز ہیں) جن میں صبح وشام اس کی (آ گاہی حاصل کرنے والے) سرگرم عمل رہتے ہیں۔

(**نوٹ**: اکثر مفسرین بیوت سے مراد ایسے گھر یا مساجد لیتے ہیں جہاں اللہ کے نام کا ذکر ہوتا رہتا ہے مگر سیاق وسباق کے حوالے سے اگر آیت 24/35 جو کہ اس آیت سے پچھلی آیت ہے کو سامنے رکھا جائے تو ''بیوت'' سے مراد تحقیق گاہوں کے مراکز ہی بنتا ہے کیونکہ وہ آیت ساری کائنات کے حقائق کو دیکھنے اور جانچنے کی دعوت دیتی ہے جسے اللہ نے انتہائی حسین اور موثر طور پر انسان کے سامنے پیش کیا ہے)۔

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾

37-وہ آدمی (ان مراکز میں سرگرم عمل رہ سکتے ہیں) جنہیں کوئی تجارت یا کسی قسم کی خرید وفروخت ذکر اللہ سے یعنی اللہ کے حقائق کی آ گاہی میں مگن رہنے سے غافل نہیں کرتی (نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ) صلواۃ قائم کرنے اور زکواۃ کی ادائیگی (پر ڈٹ جاتے ہیں کیونکہ وہ جان جاتے ہیں کہ ساری کائنات اللہ کے احکام پر سرگرم عمل ہے اس لئے انہیں بھی اللہ کے احکام کی خلاورزی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ) وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور نگاہوں کی حالت یکسر بدل جائے گی (اور قیامت وآخرت کے بارے میں اللہ کی باتیں حقیقتیں بن کر سامنے آجائیں گی)۔

لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾

38-(اور یہ لوگ درست راستے سے نہیں ہٹتے) تا کہ جو وہ کام کرتے ہیں تو اللہ انہیں ان کا حسین وخوشگوار صلہ عطا کرے اور اپنی فضیلتوں فراوانیوں سے انہیں اور زیادہ عطا کرے کیونکہ اللہ تو وہ ہے جو جسے مناسب سمجھتا ہے اسے بغیرِ حساب کے زندگی کی نشو ونما کا سامان دیتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾

39-اور (ان لوگوں کے برعکس جو) لوگ کافر ہیں یعنی وہ لوگ جو اللہ کے احکام وقوانین کو تسلیم کرنے سے انکار کیے رکھتے ہیں تو ان کے کیے گئے کام کسی چٹیل میدان میں سراب کی طرح ہیں جس کو پیاسا پانی سمجھتا ہے (اور خیال کرتا ہے کہ چلچلاتی دھوپ میں دُور سامنے پانی بہہ رہا ہے اور وہ اس کی طرف چلتا رہتا ہے) حتیٰ کہ جب وہ وہاں پہنچتا ہے تو اسے کچھ بھی نہیں ملتا۔ اور (جو کچھ اسے ملتا ہے وہ یہ کہ وہاں بھی) اسے اللہ ہی اپنے پاس ملتا ہے۔ یوں اللہ نے اس کا حساب

پورا کر دیا کیونکہ اللہ حساب لینے میں تاخیر نہیں کرتا (یعنی اللہ کی سچائیوں سے انکار کر کے جو کام کیے جاتے ہیں تو کرنے والے کو تو وہ خوشنما نظر آتے ہیں مگر اللہ کے پاس ان کا کوئی صلہ نہیں ہوتا)۔

اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَاۤ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿٤٠﴾ ع 5/6 11

40- بلکہ (کافروں کے اعمال یوں سمجھو) جیسے سمندر کی گہرائی میں اندھیرے ہوں اور ان پر ایک موج چھائی ہو اور اس کے اوپر ایک اور موج ہو اور اس کے اوپر بادل چھائے ہوں۔ یوں اندھیرے ہوں کہ ایک پر دوسرا اندھیرا چھایا ہوا اور اس وقت وہ اپنا ہاتھ بھی نکالے تو (خود بھی) اسے دیکھ نہ سکے۔ (یاد رکھو کہ) جس کے لئے اللہ نور نہ بنائے تو اس کے لئے کوئی نور نہیں (یعنی جن اندھیروں میں اسے اپنا ہاتھ تک نظر نہیں آتا تو ان میں اگر اس کے پاس ساری دنیا کے ذرائع بھی ہوں لیکن ان میں رہنمائی سے مدد دینے والی کوئی چیز بھی نہ ہو تو وہ جس قدر بھی تگ و دو کرے گا تو وہ اندھیرے سے شروع ہو کر اندھیرے میں ہی ختم ہو جائے گی یعنی اس کی ساری کوششیں بے نتیجہ رہ جائیں گی۔ یوں ہی دنیا کی زندگی میں اندھیرے پہ اندھیرے ہیں۔ اور اندھیروں سے نکلنے کے لئے صرف وحی کا نور ہی رہنمائی دے سکتا ہے، لیکن اگر کوئی اللہ کے اس نور کو ہی تسلیم کرنے سے انکار کر دیتا ہے تو پھر کوئی اور نور یعنی ہدایت و روشنی نہیں جو اسے درست و متوازن راہ دکھا سکے اور اندھیروں سے نکال سکے)۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٤١﴾

41- (اور یہ انسان ہی ہے جو اللہ کی وحی کی روشنی کے باوجود اندھیروں میں زندگی بسر کرتا رہتا ہے ورنہ) کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہے وہ اللہ کے قوانین کی اطاعت میں پورے جوش و خروش سے سرگرم عمل ہے۔ اور ذرا ان پرندوں کو پر پھیلائے ہوئے (دیکھو کہ وہ کس طرح بغیر کسی راستے کے نشان کے اپنی اپنی منزل تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ کائنات کی) ہر شے اپنی صلواۃ یعنی اپنے فریضہء زندگی کو جانتی ہے اور تسبیح کرتی ہے یعنی اپنے فریضہء زندگی کے لئے کس طرح سرگرم عمل رہنا ہے اس کو بھی جانتی ہے۔ (یہ ہے کائنات میں اللہ کا نور یعنی اللہ کی تعمیری قوتوں کے لئے رہنمائی جس کی بنیاد پر ہر شے اپنی اپنی منزل کی جانب سرگرم عمل ہے)۔ چنانچہ جو فعل بھی کوئی کر رہا ہے اللہ کو اس کا پورا پورا علم ہے۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿٤٢﴾

42- کیونکہ آسمانوں اور زمین پر اللہ ہی کی حکمرانی ہے اور ہر شے لوٹ کر اسی کی طرف جا رہی ہے (اسی لئے کوئی شے اللہ کے علم سے باہر نہیں)۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ۭ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ۭ﴿۴۳﴾

43- (اور کائنات کی دیگر چیزوں کی طرح) کیا تم بادلوں کو نہیں دیکھتے کہ اللہ انہیں کس طرح آہستہ آہستہ (ادھر سے ادھر) چلاتا رہتا ہے پھر انہیں آپس میں ملا جلا دیتا ہے اور پھر وہ انہیں تہ در تہ کر دیتا ہے۔ اور پھر اگر تم غور کرو تو دیکھو گے کہ ان کے اندر آر پار سے ہی بارش نکلنے لگ جاتی ہے۔ اور وہ آسمانی پہاڑوں میں سے اولے نازل کرتا ہے (یعنی آسمان میں فضا کے وہ سرد ترین علاقے جو پہاڑوں کی سی شکل اختیار کیے ہوتے ہیں اور جہاں بادلوں کے پانی جم کر زمین کی طرف اولے بن کر برستے ہیں)۔ اور پھر وہ (ان اولوں) کو جس پر مناسب سمجھتا ہے گرا دیتا ہے اور جس پر مناسب سمجھتا ہے ان کا رخ پھیر دیتا ہے۔ (اور اس میں جب کوئی بجلی چمکتی ہے) تو یوں لگتا ہے کہ اس بجلی کی چمک آنکھوں کو ہی اچک لے جائے گی۔

يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾

44- اور (یہ وہی) اللہ ہے جو رات اور دن کو بدلتا رہتا ہے۔ اور بلاشبہ اس میں عقل و بصیرت والوں کے لئے بڑی سبق آموز آگاہی ہے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَاۗبَّةٍ مِّنْ مَّاۗءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓي اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾

45- اور اللہ نے ہر جاندار کو پانی سے تخلیق کیا (یعنی زندگی رکھنے والی ہر شے کو پانی سے بنایا گیا ہے 21/30)۔ پھر ان میں وہ بھی ہیں جو پیٹ کے بل رینگتے ہیں، بعض دو پاؤں پر چلنے والے ہیں اور بعض چار پاؤں پر۔ (بہرحال) اللہ جو مناسب سمجھتا ہے تخلیق کرتا ہے (اور) حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے ہر شے پر مناسبت کے پیمانے مقرر کئے ہوئے ہیں۔

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۶﴾

46- (بہرحال) اگر تم تحقیق کرو تو اسی نتیجے پر پہنچو گے کہ ہم نے شفاف و نکھرے ہوئے احکام و قوانین نازل کیے ہیں۔ اور اللہ جس کی مناسب سمجھتا ہے درست و متوازن راستے کی جانب رہنمائی کر دیتا ہے (مگر اللہ سلامتی کی راہوں کی طرف

اس کی رہنمائی کرتا ہے جو اس کی مرضی کے تابع ہو جائے 5/16)۔

وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾

47-اور (اللہ کا قانون تو یہی ہے کہ درست راہ کی طرف رہنمائی حاصل کرنے کے لئے اللہ کی مرضی کے تابع ہونا پڑتا ہے، 5/16۔ مگر بعض لوگ) کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے ہیں اور ان کی اطاعت بھی کرتے ہیں لیکن اس کے بعد ان کا ایک گروہ اس اطاعت سے منہ پھیر لیتا ہے۔ حالانکہ وہ ایمان لانے والوں میں سے تھے ہی نہیں (اس لئے انہیں درست ومتوازن راستے کی جانب رہنمائی کیسے مل سکتی ہے)۔

وَاِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾

48-اور (ایمان سے منہ پھیر لینے والوں کا عملی ثبوت یہ ہے کہ) جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے (کہ نازل کردہ احکام وقوانین کے مطابق ان کے معاملات کا) ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے تو ان میں ایک گروہ اچانک اپنا منہ پھیر لیتا ہے (اور تسلیم کرنے سے انکار کر دیتا ہے)۔

وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْۤا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ؕ

49- لیکن اگر (انہیں معلوم ہو جائے کہ فیصلہ ان کے) حق میں ہوگا تو وہ گردنیں جھکائے ہوئے چلے آتے ہیں۔

اَفِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ؑ ع 6 10 12

50-(لہٰذا، غور کرو اور سوچو کہ) کیا ان کے دلوں میں کوئی مرض ہے (جو یہ کبھی ایمان لاتے ہیں اور کبھی بھاگ جاتے ہیں)۔ یا یہ شک میں پڑے ہوئے ہیں (کہ یہ نازل کردہ احکام وقوانین سچائی پر مبنی نہیں ہیں) یا وہ خوف زدہ ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول ان کے ساتھ بے انصافی کریں گے حالانکہ خود یہ لوگ وہ ہیں جو دوسروں کے حقوق کم کر کے یا ان سے انکار کر کے زیادتی وبے انصافی کے مجرم بنتے ہیں (ظلمون)۔

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾

51- مگر جو لوگ ان احکام وقوانین کی صداقتوں کو تسلیم کرتے ہیں تو ان کی بات یہ ہوتی ہے کہ انہیں جب بھی اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دی جاتی ہے تاکہ وہ ان کے (متنازعہ معاملات کا) ان کے درمیان فیصلہ کر دیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے (اس بلاوے کو) سن لیا اور ہم اس کی فرماں برداری کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ وہ ہیں جن کی کوششیں کامیاب نتائج پیدا کرتی ہیں (مفلحون)۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۝

52-بہر حال، جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا ہے اور تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اس کے احکام وقوانین اختیار کیے رکھتا ہے تو یہ وہی لوگ ہیں جو بامراد ہوں گے۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۝

53-اور یہ (جو منافقین ہیں وہ) اللہ کی بڑی بڑی قسمیں کھا کر (کہتے ہیں کہ) اگر انہیں جہاد کے لئے باہر نکلنے کا حکم دیا جائے (تو وہ ضرور نکل کھڑے ہوں گے۔ مگر اے رسولؐ) تم ان سے کہہ دو! کہ قسمیں کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم عملاً اطاعت کر کے دکھاؤ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ اللہ تو وہ ہے جسے ہر اس کام کی خبر ہوتی ہے جو تم کرتے ہو۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ۝

54-ان سے کہہ دو! کہ تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ لیکن اگر تم نے اس سے منہ موڑ لیا (تو اس کی ذمہ داری رسولؐ پر نہیں ہوگی۔ کیونکہ) رسول کی ذمہ داری صرف یہ ہے کہ وہ (نازل کردہ احکام وقوانین کو) صاف طور پر تم تک پہنچا دے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۝

55-(باقی رہا یہ کہ ان احکام وقوانین کی اطاعت سے ملے گا کیا؟ تو) اللہ نے تم میں سے ان لوگوں سے وعدہ کر رکھا ہے کہ جو نازل کردہ صداقتوں کو تسلیم کر لیتے ہیں اور سنورنے سنوارنے کی جدوجہد کرتے رہتے ہیں تو وہ ضرور انہیں زمین میں خلافت عطا کرے گا جیسے کہ ان سے پہلے لوگوں کو حکمرانی سے نوازا گیا تھا۔ اور (یاد رکھو کہ) ان کے لئے ان کا یہ نازل کردہ نظامِ زندگی (یعنی دینِ اسلام) ہی قوت کا باعث بنے گا۔ کیونکہ اسی کو اللہ نے ان کے لئے پسند کر رکھا ہے۔ اور اس (جدوجہد کے دوران جو ان پر خوف طاری رہتے ہیں) تو اللہ ضرور ان کے خوف کو بے خوفی واطمینان میں بدل دے گا لیکن وہ میری غلامی یعنی میری مکمل اطاعت جاری رکھیں اور مجھ پر بھروسہ کم کر کے کسی کو میرے اختیارات میں شریک نہ کریں۔ لیکن اس کے بعد پھر جس نے (میری عنایات کی) ناقدری کر ڈالی (تو سمجھ لینا) یہ وہی لوگ ہیں جو فاسق ہیں

یعنی جواللہ کی نشوونما دینے والی حدوں سے نکل کرخرابیاں پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾

56-لہٰذا تم صلواۃ قائم کرو یعنی نماز سمیت اللہ کے احکام وقوانین کا نظام قائم کرو اور زکواۃ کی ادائیگی کرتے رہو یعنی دولت کی تقسیم کا ایسا نظام قائم کرو جس سے افراد نشوونما حاصل کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہتے ہیں۔اور رسول کی اطاعت کرتے رہوتا کہ تمہاری قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے تمہیں تمہارے کمال تک پہنچایا جائے۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۵۷﴾ ع 7/7/13

57-(چنانچہ تم اس نازل کردہ نظامِ زندگی پر ڈٹ کر ثابت قدمی سے عمل پیرا ہوجاؤ) اور اس کا وہم وگمان تک بھی نہ کرو کہ جن لوگوں نے اس کی سچائیوں سے انکار کر رکھا ہے وہ (اس نظام پر غالب آجائیں گے اور ان احکام وقوانین کو) بے بس کردیں گے۔اور (یاد رکھو کہ) ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت ہی بُری قیام گاہ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۭ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاۗءِ ړ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ۭ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾

58-اے اہلِ ایمان (زندگی کی جدوجہد کے لئے ان احکامات کے بعد گھریلو زندگی میں "آرام کرنے کے لئے ذاتی خلوت اہم عمل ہے جس کے لئے اس اصول کو یاد رکھو کہ) تمہارے ماتحت (یعنی اجرت پر کام کرنے والے خادم وغیرہ) اور تم میں سے وہ جو ابھی بلوغت تک نہ پہنچے ہوں وہ ان تین اوقات میں تمہارے پاس آنا چاہیں تو اجازت لے کر آئیں: فجر کی نماز سے پہلے، دوپہر کے وقت جب تم کپڑے اتار کر (آرام کرتے ہو) اور عشاء کی نماز کے بعد (جب تم سونے کے لئے چلے جاتے ہو)۔ یہ تمہارے لئے تین (اوقات) پردے کے ہیں۔ان کے بعد وہ بلا اجازت آئیں تو تم پر کوئی گناہ ہے نہ ان پر کیونکہ تمہیں ایک دوسرے کے پاس بار بار آنا ہی ہوتا ہے۔اس طرح اللہ تمہارے لئے اپنے احکام واضع طور پر بیان کردیتا ہے اس لئے کہ اللہ لامحدود علم رکھنے والا ہے اور حقائق کی باریکیوں کے مطابق فیصلے کرنے والا ہے۔

وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾

59-اور جب تم میں سے جو نابالغ لڑکے ہیں وہ بالغ ہو جائیں (تو انہیں تمہارے گھروں میں آنے کے لئے) اسی طرح اجازت لینی چاہیے جس طرح ان کے بڑے اجازت لیتے رہے ہیں۔ اس طرح اللہ اپنے احکام کو تمہارے لئے واضح کرتا جاتا ہے کیونکہ اللہ لامحدود علم کا مالک ہے اور حقائق کی باریکیوں کے مطابق فیصلے کرنے والا ہے۔

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍ ؕ وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۶۰﴾

60-(پہلے کہا جا چکا ہے، 24/31 کہ عورتیں اپنی اوڑھنیوں کو اپنے سینے پر ڈال لیا کریں اور اپنی زینت کی چیزوں کی نمائش نہ کیا کریں۔ لیکن) جو بوڑھی عورتیں عمر کے ایسے حصے میں پہنچ چکی ہوں جہاں نکاح کی آرزو نہیں رہتی تو ان پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے (زائد) کپڑے (یعنی اوڑھنیاں وغیرہ) اتار لیا کریں بشرطیکہ (اس مقصد سے اپنی) زینت کو ظاہر کرنا نہ ہو۔ لیکن اگر وہ اس کی بھی احتیاط رکھیں تو ان کے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ اللہ سب کچھ سننے والا ہے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْمَرِیْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰۤی اَنْفُسِکُمْ اَنْ تَاْکُلُوْا مِنْۢ بُیُوْتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اٰبَآئِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اُمَّهٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اِخْوَانِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخَوٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَعْمَامِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ عَمّٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخْوَالِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ خٰلٰتِکُمْ اَوْ مَا مَلَکْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوْ صَدِیْقِکُمْ ؕ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْکُلُوْا جَمِیْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِکُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَکَةً طَیِّبَةً ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ ع 8 4 14
لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۱﴾

61-(یہ تو تھی رہنمائی تمہاری خلوت کے آداب کے بارے میں۔ اور جہاں تک تعلق ہے اس رہنمائی کا کہ ایک دوسرے کے ہاں کھانا کھانے کی اجازت ہے بھی یا نہیں، تو اس کے لئے آگاہی یوں ہے کہ اس سلسلے میں ایک دوسرے کے ہاں اجازت اور محبت سے کھانا کھانے والے کو کمتر نہ سمجھا جائے کیونکہ اس بارے میں سب یکساں ہیں، چنانچہ) اس میں کوئی حرج نہیں کہ نابینا، لنگڑا، بیمار (تمہارے گھروں سے کھانا کھالیں) یا تم خود اپنے گھروں سے کھاؤ (اولاد کا گھر بھی اس کا اپنا ہی گھر ہے) یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماں نانی کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان گھروں سے جن کی کنجیاں تمہاری ملکیت میں ہوں (یعنی جن کی حفاظت کی ذمہ داری تم پر ہو) یا اپنے دوستوں کے گھروں سے۔ اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ تم لوگ مل کر کھاؤ یا الگ الگ۔ البتہ جب

گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے لوگوں پر سلام بھیجا کرو۔ یعنی سلام کیا کرو، کیونکہ دعائے خیر تو اللہ کے ہاں سے بابرکت وطیب (قرار پائی ہوئی ہے یعنی یہ دُعا نشوونما کا سامان اور خوشگواریاں عطا ہونے کا ذریعہ ہے) چنانچہ اللہ اسی طرح اپنے احکام وقوانین کو تم پر واضح کرتا جاتا ہے تاکہ تم اپنی عقل استعمال کر کے (زندگی کے معاملات میں آداب اور سلیقوں سے آگاہ ہو جاؤ)۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٦٢﴾

62-(معاشرتی زندگی کے ایسے ضابطوں کی آگاہی کے بعد یہ سمجھ لو کہ ساری زندگی کے معاملات میں صرف آداب کی پابندی کافی نہیں ہے جب تک کہ اللہ اور اس کے رسول کے سلسلے میں یقین کی بنیاد کی کیفیت واضح نہ ہو جائے، چنانچہ یاد رکھو کہ) اصل مومن وہ ہیں جو اللہ کے ہونے اور اس کی طرف سے (محمدؐ) کے رسول ہونے کی سچائیوں کو مکمل طور پر تسلیم کر لیتے ہیں۔ (ان کی عملی زندگی کی کیفیت یہ ہے کہ) وہ جب کسی اجتماعی معاملہ میں (اس نظام کے مرکز، رسولؐ) کے ساتھ ہوتے ہیں تو اس کام کو چھوڑ کر جاتے نہیں جب تک وہ اس (رسولؐ) سے اجازت نہ لے لیں۔ لہٰذا، یہ حقیقت ہے کہ جو لوگ (اس طرح کے ادب و آداب اختیار کیے ہوئے ہیں انہوں نے جانا ہو تو) آپ سے (یعنی رسولؐ سے) اجازت مانگ کر جاتے ہیں۔ چنانچہ یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کو تسلیم کرتے ہیں بہرحال، (اے رسولؐ) جب وہ آپ سے اپنے کسی کام کے لئے (جانے کی) اجازت مانگیں تو ان میں سے آپ جن کے لئے مناسب سمجھیں انہیں اجازت دے دیں اور اللہ سے ان کے لئے (یہ دُعا مانگیں کہ، اے اللہ!) انہیں اپنی حفاظت میں لے لے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ حفاظت میں لے لینے والا ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦٣﴾

63-(اور یاد رکھو کہ اگر) تمہارے پاس (نازل کردہ احکام وقوانین کے مرکز) رسول کی طرف سے کوئی بلاوا پہنچے (تو اس بلاوے کو اس طرح کا معمولی بلاوا) نہ سمجھ بیٹھنا جیسا تمہارا ایک دوسرے کو بلانا ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ ان تمام لوگوں سے باخبر ہے جو تم سے نظر بچا کر کھسک جاتے ہیں۔ اور جو لوگ رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والے ہیں تو

ایسے لوگوں کو خوف زدہ رہنا چاہیے کہ (اس طرح) وہ کسی سخت آزمائش میں گرفتار ہو سکتے ہیں یا کوئی بڑا الم انگیز عذاب ان تک پہنچ سکتا ہے۔

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ؕ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۴﴾ ع 9 3 15

64- لہٰذا پورے ہوش وحواس سے خبردار ہو جاؤ کہ بلاشبہ (یہ احکام اس اللہ کی طرف سے ہیں کہ) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ (تمام کا تمام) اس کا ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ تم جس (راہ) پر بھی ہو اللہ اس کو جانتا ہے۔ اور جس دن لوگ اس کی طرف واپس جائیں گے تو وہ انہیں بتا دے گا جو جو عمل بھی وہ کرتے رہے ہیں۔ کیونکہ اللہ ہر شے کا علم رکھنے والا ہے۔